پاکستان کے نظام محصولات کا سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں جائزہ

سعدیہ گلزار☆

Abstract:

"Fiscal policy is of paramount importance for economic development of any country. There are several inherent drawbacks in the fiscal policy of Pakistan which are impeding its economic development. The financial sources can be increased by widening the existing tax net, eradicating corruption and reducing the number of many unwarranted taxes. Although, the taxation system was modernized and widened during the regime of former President Pervaiz Musharraf, the need for further improvement was still there.The second problem associated with taxation system is ever mounting addition in the sales tax. Any enhancement in this tax directly contributes to aggravation of problems of the poor and injustices in the distribution of wealth. Contrary to this, the taxation system introduced by Holy Prophet (SAW) requires that wealth should rotate among all the classes of a society and rich should not become richer when the poor are becoming poorer. The existing system should be revised in the light of Quran and Sunnah. Tax system can be improved by implementing tax on every affluent person, discontinuing any undue privileges enjoyed by that class and reducing the taxes which affect the poor people."

سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک مکمّل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے دیگر شعبوں کے علاوہ معاشی پہلو سے متعلّق بھی بھرپور رہنمائی ملتی ہے۔عصر حاضر میں پاکستان کو بہت سے معاشی

☆ لیکچرار شعبہ اسلامیات، لاہور کالج برائے خواتین، یونیورسٹی لاہور

چیلنجز کا سامنا ہے جن میں سے ایک انتہائی اہم مسئلہ مالی وسائل کے حصول کے لیے ٹیکسوں کا نظام ہے جس میں چند قابل ذکر خرابیاں رائج ہیں۔اس نظام کی اصلاح کی بنیاد جہاں قرآنی تعلیمات سے حاصل کی جاسکتی ہے وہیں چودہ سو سال قبل مدنی ریاست کے لیے تشکیل دی جانے والی مالیاتی پالیسی کے اصولوں سے بھی بہترین رہنمائی لی جاسکتی ہے۔دراصل یہی وہ رہنما پالیسی ہے جس پر عمل کرنے کی وجہ سے خلفاء راشدین کے دور کو معاشی خوشحالی کا بہترین دور کہا جاتا ہے اور عصر حاضر میں قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی اصولوں سے ہی پاکستان کے نظام ٹیکس اور اس میں رائج خرابیوں کی اصلاح ممکن ہے۔ ذیل میں پاکستان کے نظام ٹیکس کا سیرۃ طیبہ کی روشنی میں تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

مالیاتی پالیسی حکومتی ذرائع آمدن اور اخراجات کے لیے تشکیل دی جاتی ہے جس کا اہم ذریعہ آمدن ٹیکس ہے۔عربی میں ٹیکس کے لیے مکس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ماہرین لغت کے نزدیک مکس سے مراد وہ درہم تھے جو جاہلیت کے زمانے میں بازاروں میں مال فروخت کرنے والوں سے وصول کیے جاتے تھے۔[۱] ٹیکس انگریزی زبان کا لفظ ہے اور یہ اس رقم کے لیے استعمال ہوتا ہے جو ملکی نظام کو چلانے کے لیے مختلف صورتوں میں لوگوں سے وصول کی جاتی ہے۔اس کی وصولی ایک نظام کے تحت ہوتی ہے اور جن لوگوں پر ٹیکس عائد ہوجاتا ہے، اگر وقت مقررہ پر ادائیگی نہ کریں تو ان کے خلاف باقاعدہ قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ٹیکس کے مفہوم کے بارے میں Mayne S. Howard بیان کرتے ہیں کہ ٹیکس حکومت کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ادا کیا جانے والا لازمی محصول ہے۔تاہم یہ عمومی طور پر نقد، بعض اوقات خدمات یا کسی اور صورت میں ادا کرتے ہیں۔[۲] R.Gn کے نزدیک ٹیکس کسی ریاست کی آمدن کا وہ حصّہ ہے جو کہ ریاست عوام پر لازمی طور پر عائد کرتی اور وصول کرتی ہے۔[۳] Earl R. Rolph کے نزدیک ٹیکس ایک خاص ذریعہ آمدنی ہے جو حکومت افراد اور تنظیموں سے اپنی آمدنی بڑھانے کے لیے قانون کی رُو سے وصول کرتی ہے۔[۴] محصول وہ لازمی مطالبہ ہے جو حکومت کی جانب سے رعیت پر عائد کیا جاتا ہے۔یہ حکومت کی وہ وصولیاں ہیں جو کہ وہ خدمت عامہ کے لیے وصول کرتی ہے۔ اس تعریف میں عام طور پر وہ ادائیگیاں شامل نہیں ہوتیں جو کہ حکومت فیس، جرمانے، عطیات اور زمین پر خصوصی لگان وغیرہ سے وصول کرتی ہے۔

پاکستان کے نظام محصولات کا جائزہ

پاکستان کی مالیاتی پالیسی کے اہم مقاصد میں مضبوط دفاع، داخلی امن وامان کا قیام، معاشی ترقی، فلاح عامہ کے لیے اقدامات، تعلیم وصحت کی سہولیات میں اضافہ، افراد معاشرہ کو روزگار کی فراہمی، ذرائع نقل وحمل کی سہولیات اور شعبہ مواصلات کی سہولیات میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔ان مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سرمایہ حاصل کرنے کے اہم ذرائع ٹیکس، داخلی اور بیرونی قرضے ہیں۔تاریخی طور

پر پاکستان کے ٹیکسوں کے نظام کا جائزہ لیا جائے تو نوے کی دہائی سے پہلے پاکستان میں ٹیکس کا ڈھانچہ محدود تھا۔ آئی ایم ایف کے تعاون سے شروع کیے جانے والے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام* کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ ملک میں ٹیکس کے نظام میں تبدیلیاں لائی جائیں، اصلاحات متعارف کروائی جائیں اور اس کے نظام میں وسعت لائی جائے تا کہ حکومتی وصولیوں میں اضافہ ہو سکے۔ اس دور میں میں چار قسم کے اہم ٹیکس ٹیرف، سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی اور انکم ٹیکس عائد کیے جاتے تھے۔ عالمی تجارت کو آزاد بنانے کے لیے ٹیرف میں کمی کی گئی جبکہ اس کمی کو سیلز ٹیکس میں اضافہ کر کے پورا کیا گیا۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۰ء تک ٹیکسوں سے آمدنی حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ٹیرف تھے۔ اس کے بعد محاصل میں ان کا حصّہ اس دور کے اختتام (۹۹۔۱۹۹۸) تک ۴۱ فیصد سے ۲۰ فیصد تک کم ہوا۔ ایکسائز ڈیوٹی میں بھی ۱۹ فیصد سے ۱۶ فیصد، یعنی ۳ فیصد تک کمی آئی۔ البتہ وصولیوں کا اہم ذریعہ سیلز ٹیکس رہا جس میں ۹ فیصد سے ۱۷.۶ فیصد تک اضافہ ہوا۔ براہ راست ٹیکس میں صرف انکم ٹیکس مستزاد ٹیکس ہے جس کی وصولیوں میں زیادہ تر ودہولڈنگ ٹیکس اور بالواسطہ ٹیکس شامل ہیں۔ براہ راست ٹیکس میں ۱۳.۲ فیصد سے ۳۰.۹ فیصد تک اضافہ ہوا۔ *(۵) اقتصادی سروے کے مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۹۷ء کے معاشی اصلاحات کے پیکج کے تحت انکم ٹیکس کے گوشواروں کے نظام کو سادہ بنایا گیا اور انکم ٹیکس کی شرح آدھی کر دی گئی جیسا کہ ملازمین کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے تک ہونے کی صورت میں انہیں ۵۰ ہزار آمدنی کی بنیادی چھوٹ دینے کے بعد ۱۰ فیصد کی بجائے ۵ فیصد ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ انکم ٹیکس کی سلیب (Slabs) کو ۱۰ سے ۳۵ فیصد کو ۵ سے ۲۰ فیصد تک کم کیا گیا۔ شخصی آمدن ٹیکس میں کارپوریٹ انکم ٹیکس کی شرح بھی کم کی گئی، پبلک کمپنیوں کے لیے ۳۳ سے ۳۰ فیصد، دیگر کمپنیوں کے لیے ۴۵ سے ۳۵ فیصد اور بینکنگ کمپنیوں کے لیے ۵۸ سے ۵۵ فیصد تک کم کیا گیا۔ (۶) محمد اسلم چوہدری لکھتے ہیں کہ ۹۰ کی دہائی میں فاسفورٹ کیمیائی کھادوں کے استثناء کے ساتھ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور اس سے متعلّقہ ساز و سامان، ادویات، مقامی سطح پر تیار کی گئی مشینری اور بنیادی اشیاء صارف پر سیلز ٹیکس عائد کیا گیا۔ (۷)

سابق صدر پرویز مشرف کے دور میں بھی نظام ٹیکس میں اصلاحات کو جاری رکھا گیا کیونکہ آئی ایم ایف کے قرضوں کی شرائط میں ایک شرط ٹیکسوں کے نظام میں اصلاحات متعارف کروانا تھا۔ اقتصادی سروے کے مطابق اس دور کی ٹیکس پالیسی کے مقاصد میں قوانین کو سادہ بنانا، ٹیکسوں میں دی گئی چھوٹ کو ختم کرنا، ودہولڈنگ پر انحصار کم کرنا اور ٹیکس کے تنازعات کے حل کے لیے مؤثر طریق عمل وضع کرنا شامل تھا۔ اس پالیسی میں کامیابی کے لیے انتظامی اصلاحات متعارف کروائی گئیں جن کو متعارف کروانے کا مقصد ٹیکس جمع کرنے کے اخراجات کو کم سے کم کرنا اور زیادہ سے زیادہ ٹیکس جمع کرنا تھا۔ نیز جو لوگ ٹیکس جمع کرواتے تھے ان کو اس بات کی یقین دہانی کروانا تھا کہ ان کی رقم کو درست استعمال میں لایا جائے گا۔

نظام ٹیکس میں اصلاحات متعارف کروانے کے مثبت نتائج سامنے آئے اور اس نظام میں

وسعت آئی جس سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولیوں میں اضافہ ہوا لیکن ٹیکس جی ڈی پی کے تقریباً ۹ فیصد ہی رہے، سابق صدر پرویز مشرف کے دور حکومت میں مالی سال ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۸ء میں براہ راست ٹیکسوں میں اضافہ کی آمدن دیگر سالوں کی نسبت بلند رہی ،ٹیکس کی وصولیوں میں بالترتیب ۲.۸۴۷بلین روپے اور ۲.۱۰۰۷بلین روپے اضافہ ہوا۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کی وصولیوں میں بھی اضافہ ہوا، تاہم ایکسائز ٹیکس اور کسٹم ٹیکس کی نسبت سیلز ٹیکس سے محاصل زیادہ رہے۔ بلاواسطہ ٹیکسوں کی نسبت بالواسطہ ٹیکسوں سے زیادہ آمدن حاصل ہوئی جس کی وجہ سے مجموعی طور پر ٹیکسوں کی وصولیوں میں اضافہ رہا۔[۸]

سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے دور حکومت میں صدر مشرف کے دور کی نظام ٹیکس میں متعارف کروائی گئی اصلاحات کو جاری رکھا گیا۔ چند شعبے ٹیکس کے تحت آتے تھے اور چند اس سے مستثنیٰ تھے تاہم اس دور میں تمام شعبوں کو ٹیکس نیٹ ورک میں لایا گیا۔ خوراک، زرعی پیداوار، تعلیم اور ادویات کے علاوہ تمام اشیاء پر سیلز ٹیکس پر دی جانے والی استثنائیں ختم کر دی گئیں۔ ملکی سیلز ٹیکس پر زیرو ریٹنگ کو ختم کر کے ٹیکس کا دائرہ بڑھایا گیا۔ سیلز ٹیکس کی شرح ۱۷ فیصد سے کم کر کے ۱۶ فیصد کی گئی۔ وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کو ختم کر دیا گیا اور ان کی شرحیں کم کی گئیں۔[۹] مالی سال ۱۱-۲۰۱۰ء میں انکم ٹیکس میں چھوٹ کی حد ایک لاکھ روپے سے بڑھا کر تین لاکھ روپے کی گئی۔ جس کا فائدہ کم آمدنی والے ۱۲ لاکھ ٹیکس ادا کرنے والوں کو ہوا، مالی ۲۰۱۱ء میں اس حد کو بڑھا کر ساڑھے تین لاکھ کروایا گیا، اس ریلیف کو جاری رکھتے ہوئے مالی سال ۲۰۱۲ء میں یہ حد ۴ لاکھ روپے کی گئی۔[۱۰] اس سے بظاہر تنخواہ دار طبقے کو ریلیف ملا لیکن سیلز ٹیکس میں اضافہ سے ان کی معاشی مشکلات میں اضافہ رہا۔ ان اصلاحات کے نتیجے میں ٹیکس محاصل ۲ سال میں ۱۳۲۷ ارب روپے سے بڑھ کر ۱۹۵۰ ارب روپے تک پہنچ گئے جو ۴۶ فیصد اضافہ کو ظاہر کرتا ہے۔[۱۱]

مندرجہ بالا جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان کے نظام ٹیکس پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے اثرات نمایاں ہیں جس کی وجہ سے سیلز ٹیکس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو کہ اشیاء ضروریات پر بھی عائد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں ٹیکس چوری اور ٹیکس معافی بھی عام ہے۔ پاکستان کی معاشی ترقی اور استحکام کے لیے موجودہ نظام ٹیکس کی اصلاح قرآن وسنت کی روشنی میں کی جانی ضروری ہے جس کا ذیل میں تفصیلاً جائزہ لیا گیا ہے۔

پاکستان کے نظامِ محصولات کی اصلاح کا سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں لائحہ عمل

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ سلّم کی بعثت سے قبل عرب سے متّصل روم (عیسائی مذہب کے پیروکار) اور ایران (مجوسی مذہب کے پیروکار) دو بڑی حکومتوں کے حکمران اپنی پر تعیّش زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے عوام پر بھاری ٹیکس عائد کرتے تھے۔ نبی صلّی اللہ علیہ آلہ وسلّم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لانے کے بعد معاشی نظام کی بنیاد رکھی جو کہ نظریاتی اور اخلاقی اصول پر مبنی تھی۔

معاشی نظام میں اصلاحات متعارف کروائیں اور ٹیکسوں کے غیر ضروری بوجھ سے بھی افراد معاشرہ کو آزاد کیا۔ عہد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم میں ٹیکسوں کو عائد کرنے اور خرچ کرنے کے مقاصد واضح تھے جن کا ذیل میں پاکستان کے نظام ٹیکس کے مقاصد کے ساتھ تقابلی جائزہ کیا گیا ہے۔

پاکستان کے نظام محصولات کے مقاصد کا سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں جائزہ

عہد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ سلّم کے مالی نظام کا اہم ذریعہ آمدن زکوۃ وعشر، مال غنیمت، فئے، جزیہ اور خراج پر مشتمل تھا۔ ان ٹیکسوں کا بنیادی مقصد جہادی ساز وسامان کی تیاری، امور مملکت کو چلانا تھا اور حاجت مند کی حاجت کو پورا کرنا تھا۔

اسلامی ریاست میں حکمران کو عوام کی ضروریات پوری کرنے کا پابند بنایا گیا ہے اور اس فرض کی عدم ادائیگی کی صورت میں اسے دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ سلّم میں بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور اس کے سب سے زیادہ قریب عادل حکمران ہوگا اور سب سے زیادہ مبغوض اور اُس سے زیادہ دور ظالم حکمران ہوگا۔[۱۲] جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمران بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ برتی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔[۱۳] معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے حکمران کی ذمہ داری ہے کہ زکوۃ کو سرکاری سطح پر جمع کر کے مستحقین میں تقسیم کرے:

> "الَّذِيْنَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِيْ الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ"[۱۴]
>
> (جن لوگوں کو ہم زمین میں اقتدار بخشیں وہ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔)

اسلامی ریاست کا محصول زکوۃ کفالت عامہ کا اہم ذریعہ ہے جیسا کہ زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں:

> "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِيْ الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْم"[۱۵]
>
> (صدقات (زکاۃ وخیرات) صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جن کی دل جوئی مقصود ہوتی ہے اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب علم وحکمت والا ہے۔)

پاکستان میں غرباء کی کفالت کے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ وعشر کو وصول کیا جائے۔ اگر زکوۃ و

عشر کی رقومات سے بھی غربت میں کمی نہیں آتی تو حکومت امراء پر ٹیکس عائد کر کے غرباء کی اعانت پر خرچ کر سکتی ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ سلّم نے زکوۃ کے علاوہ بھی ٹیکس کی گنجائش رکھی جیسا کہ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے واضح ہوتا ہے:

"انّ فی المال حقّا سوی الزکاۃ"(۱۶)

(یقیناً مال میں زکوۃ کے سوا بھی حق (غیر متعیّن وغیر مستقل) ہے۔)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں حکومتیں مزید ٹیکس عائد کر سکتی ہیں لیکن ٹیکس عائد کرنے کے مقاصد واضح ہونے چاہیں تا کہ عوام ان کو بوجھ سمجھنے کی بجائے اپنی ذمہ داری سمجھ کر ادا کریں۔

مالیاتی پالیسی کا ایک اور اہم مقصد ملک کے دفاع کو مضبوط کرنا ہے کیونکہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت اور داخلی امن وامان کے بغیر معاشی ترقی ممکن نہیں ہے۔ اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لاَ تُظْلَمُونَ"(۱۷)

(تم ان (کافروں) کے مقابلے کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق قوت اور تیار بندھے گھوڑے (فراہم کرنے) کی تیاری کرو تا کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے علاوہ اوروں کو بھی، جنھیں تم نہیں جانتے، اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمھیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔)

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دفاع کے اخراجات کو دیگر اخراجات پر ترجیح دی کیونکہ کسی ملک کی بقا اور سلامتی کے لیے دفاع کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ملکی دفاع کا اہتمام کیا اور جن بیرونی عناصر کا خطرہ تھا ان پر بھی لشکر کشی کی گئی جیسے غزوہ تبوک اور غزوہ موتہ عیسائیوں اور غزوہ خیبر یہودیوں کے ساتھ لڑے گئے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دفاع کے لیے ہنگامی چندہ (ضرائب)* کی بھی ترغیب دی اس کی واضح مثال غزوہ تبوک کا ہنگامی چندہ ہے۔ غزوہ تبوک ۹ ہجری کو ہوا یہ تنگی و عسرت، گرمی کی تیزی اور شدت اور شہروں میں قحط وفلاکت کا زمانہ تھا۔(۱۸) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دولتمندوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور سواری کا انتظام کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عثمانؓ نے غزوہ تبوک کے لیے جیش عسرۃ میں ایک ہزار دینار خرچ کیے۔(۱۹) حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہو گئے اور گھر میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔ حضرت عمر فاروق نے اپنا آدھا مال صدقہ کیا۔(۲۰) اسی طرح ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق حصّہ ڈالا۔

دفاع پر اخراجات کرنے اس لیے بھی ضروری ہیں کیونکہ اگر ملک کو بیرونی عناصر سے خطرہ

درپیش رہے اور داخلی امن وامان کی صورتحال بھی خراب ہو تو سرمایہ کار اپنے وطن میں سرمایہ کاری کرنے کی بجائے بیرون ملک سرمایہ منتقل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور سرمایہ کاری کے لیے ایسے ممالک کو ترجیح دیتے ہیں جہاں پر معاشی ترقی کے مواقع اور امن وامان کی صورتحال بہتر ہو جیسا کہ عصر حاضر میں پاکستان کی دہشت گردی کیخلاف جنگ میں شرکت کی وجہ سے سرمایہ کاروں نے سرمایہ ملائیشیاء، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک منتقل کرنا شروع کر دیا ہے جس سے نہ صرف ملکی معاشی ترقی متاثر ہوئی ہے بلکہ پاکستان کے سرمایہ اور ذہنی صلاحیتوں سے دیگر ممالک کی معیشت کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ دوسری طرف بدامنی کے حالات کی وجہ سے براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں بھی کمی آئی ہے۔ عصر حاضر میں پاکستان کی سالمیت کو بیرونی عوامل سے خطرہ درپیش ہے اور داخلی امن وامان کی صورتحال بھی افسوس ناک ہے۔ امن وامان کی صورتحال کی بہتری کے لیے پاکستان کے دفاع کے لیے زیادہ فنڈز مختص کیے جائیں اور ٹھوس پالیسی مرتب کی جائے تاکہ معاشرتی اور معاشی خوشحالی ممکن ہو سکے۔

پاکستان کے نظام محصولات کی خرابیوں کا سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں جائزہ

ا۔ ٹیکسوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ کی اصلاح

پاکستان کے نظام ٹیکس میں پریشان کن صورتحال سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس کی شرح میں بڑھتا ہوا اضافہ ہے۔ مالی سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں سیلز ٹیکس کا حصّہ بالواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والے محاصل میں ۱۷.۶ فیصد رہا، مالی سال ۲۰۰۸-۲۰۰۷ء میں اس کی شرح بڑھ کر ۶۰.۹ فیصد ہو گئی اور مالی سال ۱۳-۲۰۱۲ء میں ۷۳.۴ فیصد اندازہ لگایا گیا تھا۔ براہ راست ٹیکس کی شرح مالی سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں ۱۸ فیصد، مالی سال ۰۸-۲۰۰۷ء تک ۳۸.۵ فیصد مالی سال ۱۳-۲۰۱۲ء میں ۳۹.۱ فیصد اندازہ لگایا گیا تھا۔[۲۱] سیلز ٹیکس کا بوجھ صارفین کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ براہ راست ٹیکس میں سب سے اہم ٹیکس، آمدنی ٹیکس ہے۔ اس سے مقررہ آمدنی والے طبقہ کے لیے مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔ درمیانے اور کم درجے والے افراد خاص طور پر ادارہ جاتی ملازمین پر دباؤ بڑھتا ہے کیونکہ ان سے لازمی طور پر ٹیکسوں کی وصولیاں کی جاتی ہیں۔

دراصل عالمی قرضے فراہم کرنے والے اداروں مثلاً آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں کی شرائط میں سے ایک شرط سیلز ٹیکس میں اضافہ کی ہے۔ اس ٹیکس میں اضافہ سے غرباء کے معاشی مسائل میں اضافہ اور دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہو رہی ہے۔ سیلز ٹیکس کی شرح میں بڑھتا ہوا اضافہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعارف کردہ نظام ٹیکس کے اصول عدل کے منافی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے ٹیکس امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کرنا چاہیے جیسا کہ زکوٰۃ کو امراء کا فرض اور غرباء کا حق قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَفِیۡ أَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالۡمَحۡرُوم''[۲۲]

(اوراُن کے مال میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔)

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو زکوۃ کی وصولی کی ہدایت فرمائی:

''أنّ اللّٰه افترض عليهم صدقةً في اموالهم تؤخذ من أغنيآئهم و تردّ على فقر آئهم''[۲۳]

(اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوۃ عائد کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے ضرورت مندوں کو دی جائے گی۔)

اگر چہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹیکس کو لازمی بنیادوں پر وصول کیا تاہم ٹیکس کی وصولی میں اصول عدل اور سہولت کارفرما تھا۔ اسلام کے نظام عشر میں بھی اصول عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تصریح کے مطابق جس زمین کی آبپاشی بارش، چشموں یا ندیوں سے ہو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے گا اور جس کو پانی کھینچ کر یعنی کھود کر آبپاشی کی گئی ہو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔[۲۴] خراج کی وصولی میں بھی اصول عدل کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عاملین خراج کو بھی عدل کے ساتھ وصولی کا حکم دیا۔ عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے۔ جب اہل خیبر ان سے شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا تو وہ کہتے تم اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لو، دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو اس پر یہودی کہتے اس عدل پر آسمان و زمین برقرار ہیں۔[۲۵] اصول سہولت کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو عمدہ مال لینے سے اجتناب کا حکم دیا۔[۲۶] نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جزیہ کی نوعیت کے متعلق حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ ان کے باشندوں سے بطور جزیہ ہر بالغ شخص سے ایک دینار وصول کریں گے یا اس کے برابر اس شخص سے معافری کپڑا لیں جو یمن میں ہوتا ہے۔[۲۷] احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عوام پر بے جا بوجھ منتقل نہیں کیا بلکہ ٹیکسوں کی وصولی میں نرمی کا اصول اپنانے کا حکم دیا۔ مندرجہ بالا اصولوں کے تحت ضروری ہے کہ عوام پر ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ ختم کیا جائے بالخصوص اشیاء ضرورت پر سیلز ٹیکس کا مکمّل طور پر خاتمہ کیا جانا ضروری ہے۔

پاکستان میں ٹیکس جمع کرنے کا نظام سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعارف کردہ اصولوں کے برعکس ہے۔ غرباء سے ٹیکسوں کے ذریعے پیسہ جمع کیا جاتا ہے اور امراء کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے سرمایہ کار اور صنعت کار بینکوں سے قرضے لے کر معاف کروا لیتے ہیں، ٹیکسوں میں رعایت لے لیتے ہیں اور اس کے باوجود معاشرتی تعلّقات اور رشوت کے بل بوتے پر ٹیکس معاف بھی کروا لیتے ہیں جبکہ غریب عوام کو بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں میں جکڑا جاتا ہے اور جو غریب ہے اس کو غریب تر کر

نے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نظام ٹیکس میں امراء کو ٹیکس نیٹ ورک میں لانے، ان کو دی جانے والی غیر ضروری مراعات کو ختم کرنے اور غرباء پر غیر ضروری ٹیکس کی بھرمار کو ختم کرنے سے بہتری آسکتی ہے۔

۲۔ لازمی بنیادوں پر زکوۃ اور دیگر ٹیکسوں کی وصولی

پاکستان میں نظام ٹیکس میں ایک بڑی خرابی ٹیکس چوری اور رشوت کے ذریعے ٹیکس معافی بھی ہے۔ پاکستان میں سرمایہ کار اور سرمایہ دار طبقات مختلف طریقوں سے ٹیکس سے بچتے ہیں۔ پاکستان میں صرف ۳۰ لاکھ افراد انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں اور سیلز ٹیکس میں صرف ایک لاکھ افراد رجسٹرڈ ہیں۔[۲۸] وفاقی ٹیکس محتسب شعیب سڈل کے مطابق ملک میں سالانہ چار سے پانچ ہزار ارب روپے کی ٹیکس چوری ہو رہی ہے۔[۲۹] اس ملک میں ٹیکسوں کا نظام مؤثر نہ ہونے کی وجہ سے اخراجات کی نسبت محاصل کم رہتے ہیں۔ اس فرق کو بیرونی امداد سے پورا کیا جاتا ہے، لیکن اس سے قرضوں کے بوجھ میں اضافے کے ساتھ بیرونی اثرات بھی غالب آتے ہیں خصوصاً قرضے دینے والے ادارے پالیسیاں اپنی مرضی سے بنواتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹیکسوں کی مد سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک بڑا حصّہ سودی قرضہ جات کی ادائیگی میں صرف ہوتا ہے۔ دفاع اور قرضوں کے واجبات کی ادائیگی کی وجہ سے فلاح عامہ کے لیے بہت کم فنڈز مختص کیے جاتے ہیں۔

اسلامی نظام معیشت کا اہم ذریعہ آمدن زکوۃ وعشر ہے جو کہ مذہبی فریضہ اور تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔ زکوۃ وعشر معاشی عدل کی بہترین مثال ہے کیونکہ اس اہم مالی عبادت میں سے کسی بھی مستحق کو نہیں چھوڑا گیا غرباء اور مساکین کی معاشی کفالت کا اہم ذریعہ زکوۃ ہے۔ اگر زکوۃ کی رقم ہی درست طریقے سے خرچ کی جائے تو معیشت سے غربت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں اسّی (۸۰) کی دہائی سے عوام کی فلاح و بہبود کے پیش نظر زکوۃ کو سرکاری سطح پر جمع اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ تاہم زکوۃ کی وصولی اور تقسیم میں کرپشن کا عنصر کارفرما رہا۔ غربت کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ وعشر کی وصولی اور خرچ کے پروگرام کو مؤثر بنایا جاتا، زکوۃ وعشر کے فنڈز میں سے کرپشن ختم کی جائے اور اس رقم کو غرباء کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ زکوۃ کا اہم مقصد ہی غریبوں کی اعانت ہے جیسا کہ زکوۃ کے آٹھ مصارف سے واضح ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ زکوۃ وعشر کا حقیقی روح کے ساتھ نفاذ کیا جائے تا کہ ان کے فوائد سے مستحقین مستفید ہو سکیں۔

بڑے سرمایہ کار جو زکوۃ ادا نہ کرنے کے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں اُن کو زکوۃ کی ادائیگی کے لیے نظریاتی اور اخلاقی بنیادوں پر مائل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زکوۃ کی ادائیگی پر ترغیبات کے ذریعے راغب کیا تا کہ افراد معاشرہ زکوۃ کو رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے ادا کریں۔ زکوۃ کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول[۳۰] اور مال میں اضافہ کی خوشخبری

سنائی گئی ہے۔(۳۱) حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُو سے مویشیوں کی زکوۃ نہ ادا کرنے پر قیامت والے دن ایسے مویشی اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور سینگ ماریں گے۔(۳۲) جس مال سے زکوۃ نہیں ادا کی جائے گی قیامت کے دن یہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں، جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے (داغ) ہوں گے اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔(۳۳) زکوۃ کی ادائیگی پر جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔(۳۴) عصر حاضر میں بھی ضروری ہے کہ افراد معاشرہ کو ترغیبات کے ذریعے سے زکوۃ کی ادائیگی کا لازمی طور پر پابند بنایا جائے اور زکوہ کی رقم مستحقین پر خرچ کی جائے۔ زکوۃ کی دو اہم مدیں ہیں جن میں ایک مد غرباء کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہے اگر دیانت داری کے ساتھ حقدار کو اُس کا حق پہنچایا جائے تو غرباء اور مساکین کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں جس سے غربت میں کمی آسکتی ہے۔ دوسری مد میں زکوۃ کے مستحقین میں سے ہی افراد کو کاروبار کرنے کے لیے زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے جس سے زکوۃ لینے والا ہاتھ آنے والے کل میں دینے والا بن سکتا ہے جس سے عہد عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا معاشی خوشحالی کا مثالی دور بھی لوٹ سکتا ہے جس میں زکوۃ دینے والے تو ہوں گے لیکن لینے والا کوئی نادار نہیں ملے گا۔ نیز دولت میں پائی جانے والی ناہمواریوں کا بھی خاتمہ ہوسکتا ہے۔

ضرورت کے تحت حکومت ٹیکس عائد کرسکتی ہے لیکن عوام کے اعتماد کے لیے ٹیکس کی شرح اور ٹیکس عائد کرنے کے مقاصد اور اخراجات واضح ہونے چاہیں۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اگر ضرورت کے تحت ٹیکس عائد کیے تو امت نے اس پر لبیک کہتے ہوئے سرکاری خزانے میں ٹیکس کی ادائیگی کی کیونکہ ٹیکس دینے والے کو نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اس بات پر اعتماد تھا کہ اُن کی ادا کی جانے والی رقم جائز مقاصد کے لیے استعمال میں لائی جائے گی۔ اسی طرح سے حکومت دیگر جائز ٹیکسوں کے لیے افراد معاشرہ کو بھی ترغیبات کے ذریعے مائل کرسکتی ہے۔ اگر ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کو دفاع، تحفّظ اور دیگر سہولیات فراہم کرے تو اس کے لیے ٹیکس دہندگان کو یقین دہانی کرائی جانی ضروری ہے کہ ان کی ادا کی جانے والی رقومات کو اسلامی بنیادوں پر قائم مملکت اسلامیہ کی حفاظت، بقا اور ارتقاء کے لیے خرچ کیا جائے گا جس سے عوامۃ الناس کو فائدہ حاصل ہوگا۔ نیز عوام کی اخلاقی تربیت بھی ضروری ہے تاکہ وہ ٹیکسوں کو خوشی سے لازمی بنیادوں پر ادا کریں۔

جو لوگ ترغیبات کے ذریعے بھی مائل نہ ہوں تو حکومت سختی سے زکوۃ وصول کرسکتی ہے جیسا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم عاملین کو زکوۃ کی وصولی کے لیے روانہ فرماتے حدیث نبوی میں بیان کردہ ایک واقعہ سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک درے میں بکریاں چرا رہا تھا دو ناقہ سوار میرے پاس آکر رکے۔ اونٹ بٹھا کر اُترے اور مجھے کہنے لگے: ہم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قاصد ہیں۔ تمھارے ریوڑ کی زکوۃ وصول کرنے آئے ہیں۔ میں نے خوشی خوشی بچہ والی شیر دار بکری ان کے حوالے کرنی چاہی مگر اُنھوں نے یہ کہہ کر انکار کردیا ہمیں اس کے لینے کا حکم نہیں۔ میں نے ایک دوسرا

بچہ دیا انہوں نے اُونٹ پر لا دا اور روانہ ہو گئے۔(۳۵) نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ فرماتے ہوئے زکوۃ کی جمع و تقسیم کی بھی ہدایت فرمائی۔(۳۶) نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے قبائل کے سرداروں کو بھی زکوۃ کی وصولی کے احکامات جاری فرمائے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت پر چلتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ مجھ سے وہ رسی روکے رکھیں گے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دور میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے اُس کے روکنے کی وجہ سے جہاد کروں گا۔(۳۷) اسی طرح جو افراد ٹیکس ادا نہیں کرتے اُن کو تعزیرتی سزائیں دی جانی چاہئیں۔

۳۔ٹیکس کی وصولی اور مصارف میں رائج کرپشن کا خاتمہ

پاکستان میں ٹیکسوں کی وصولی اور مصارف میں خرابیاں رائج ہیں۔ پاکستان میں برسر اقتدار آنے والی تقریباً تمام حکومتوں کے مصارف میں کرپشن کا عنصر نمایاں رہا۔ٹیکس عائد کرنے کا اصل مقصد عوام کو سہولیات فراہم کرنا اور ملکی نظم و نسق چلانا ہے۔لیکن پاکستان میں حکمران طبقہ عام طور پر عیش و عشرت کا خوگر ہے حتی کہ حکومتی معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدن کو بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے متعدد فرامین میں عمال کے لیے ہدیہ لینے کو حرام ٹھہرایا۔رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ ازد کے ایک شخص ابن اللّتبیۃ کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ لوٹ کر آیا تو کہنے لگا کہ یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفے میں ملا ہے یہ بات سن کر آپ جلال میں آگئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر اللہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"فوالذي نفس محمد بيده لا يغلّ أ خدكم منها شيئًاالا جا ء به يو ماالقيامة يحمله على عنقه، ان كا ن بعيرًا جاء به له رغاء،و ان كانت بقرة جاء بها لها خوار ، وان كانت شاة جاء بها تيعر ،فقد بلّغت"(۳۸)

(قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جان ہے کوئی تم میں سے ایسا مال نہیں لے گا مگر قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر اسے لائے گا۔اس طرح حاصل کیا ہوا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا، گائے ہوگی تو چلا رہی ہوگی، بکری ہوگی تو ممیا رہی ہوگی، اور فرمایا: یا اللہ میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا۔)

احساس جوابدہی کا تصور عاملین زکوۃ کو بدعنوانیوں سے باز رکھتا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے:

"كلّكم را ع و مسؤول عن رعيّته"(۳۹)

(تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کا نگران ہے اور اس سے اس کے متعلّق سوال کیا جائے گا۔)

ٹیکس عائد کرنے کا اصل مقصد عوام کی فلاح و بہبود اور امور حکومت چلانا ہے جبکہ عصر حاضر میں حکومتوں میں اسراف وتبذیر کا عنصر نمایاں ہے۔ حکمران طبقہ بھی قناعت کی کمی کی وجہ سے اکثر سرکاری خزانے کی چوری کے لیے مختلف طریقے استعمال میں لاتے ہیں۔ نیز اپنی جائز ضروریات پوری کرنے کی بجائے عوام کی دولت کو اپنی عیش وعشرت کی زندگی، عزیز واقارب اور وفادار سیاسی دوستوں کو نوازنے اور سرکاری دوروں پر اُڑاتے ہیں۔ سرکاری خزانہ کو بطور ضرورت استعمال میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ حکمران اپنے طرز زندگی میں سادگی لے کر آئیں کیونکہ اسلام میں اسراف وتبذیر کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق کھانے پینے میں حد سے تجاوز کو ناپسند کیا گیا ہے۔(۴۰) اور مبذر یعنی حرم اشیاء پر خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔(۴۱) نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زہد پر مبنی زندگی گزاری اور اسراف وتبذیر کی بجائے سادگی کی ترغیب دی۔ نبی صلّی اللہ علیہ آلہ وسلّم نے اسراف وتکبّر کے بغیر کھانے پینے اور صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔(۴۲) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں نبی کریمؐ نے ہمیں چاندی کے برتنوں میں پینے اور کھانے سے، ریشم اور دیباج کے کپڑے پہننے اور بچھانے سے منع فرمایا۔(۴۳) اسی طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسّی اور شوخ زعفرانی رنگ کے کپڑے پہننے اور سونے کی انگوٹھی پہننے کی بھی ممانعت کا حکم آتا ہے۔(۴۴) نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمیشہ دعا فرماتے اے اللہ! آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو موافق ضرورت روزی عطا فرما۔(۴۵) عوام کے وسائل کو استعمال کرنے کی بجائے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس جو کچھ ہوتا غرباء کی اعانت پر خرچ کر دیتے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ برابر سونا ہو تو میں سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں اور صرف تین اشرفیاں رکھ لوں۔(۴۶) عقبہ بن حارثؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی سے گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر میں باہر نکلے تو میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا یا کسی اور نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا خیرات کے مال میں سے ایک سونے کا ٹکڑا گھر میں چھوڑا آیا تھا۔ مجھے برا محسوس ہوا کہ رات کو وہ میرے پاس پڑا رہے میں نے اس کو بانٹ دیا۔(۴۷) پاکستان دنیا کہ ترقی پذیر ممالک میں سے ایک ہے لیکن حکمران، افسران اور عوام سب ہی اپنی دولت کی ریاکاری میں فخر ومباہات کا شکار ہو چکے ہیں۔ عوام کے خون پسینے کی کمائی مختلف قسم کے ٹیکسوں کے لیے ہتھیانے کے بعد اُس کو اپنے بینک بیلنس بڑھانے کے علاوہ تعیّشانہ زندگی پر خرچ کرتے ہیں۔ جس آمدن پر عوام کا حق ہے اور جسے فلاح عامہ کے کاموں پر خرچ کیا جانا چاہیے اُس کو اسراف وتبذیر کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرۃ طیبہ عصر حاضر کے حکمرانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ حکمرانوں کی اہم ذمہ داری رعیت کی خیر خواہی ہے اس لیے ان کو اپنی زندگی عوام کی خیر خواہی اور خوشحالی کے لیے وقف کر دینی چاہیے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں سادگی اور کم قیمت اشیاء کی ترغیبات کے لیے تحریکی اور مہماتی انداز میں کام کیا جائے۔ حکمرانوں، افسروں اور ملازمین پر قیمتی لباسوں، دفاتر میں قیمتی سامان اور قیمتی گاڑیوں کے بے

جا استعمال پر سختی سے پابندی لگائی جائے۔ مالی وسائل کا رخ زیادہ سے زیادہ عوام کی فلاح کی طرف موڑا جائے۔

جو سرمایہ کار ٹیکس ادا نہیں کرتے یا ٹیکس چوری میں ملوث ہیں اُن کا احتساب کیا جائے اور اُن سے ٹیکس وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کروائے جائیں جس سے نہ صرف عوام نئے ٹیکسوں سے بچ سکتی ہے بلکہ سیلز ٹیکس پر بھی نظر ثانی کی جاسکتی ہے اور ان کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

پاکستان کے نظام کے تاریخی جائزے سے مندرجہ بالا خرابیاں واضح ہوتی ہیں جن میں سے چند خرابیاں حکومتی کمزوریوں کی بنیاد پر ہیں جبکہ عوام اور سرمایہ کار بھی چند خرابیوں کے ذمہ دار ہیں۔ سیلز ٹیکس اور براہ راست ٹیکس میں انکم ٹیکس میں اضافہ کی وجہ سے غریب عوام پر بار منتقل کیا جا رہا ہے جس سے ان کے معاشی مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سیلز ٹیکس چونکہ اشیاء کی قیمتوں میں شامل کیا جاتا ہے اس لیے غرباء کی قوت خرید بھی متاثر ہوئی ہے اور ان کی ضروری اشیاء صرف تک بھی رسائی ممکن نہیں رہی جس کی وجہ سے غربت کی شرح میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ زیادہ تر سرمایہ کار ٹیکسوں سے بچنے کے لیے اثر ورسوخ اور رشوت کو آلہ کار بناتے ہیں جس سے معاشرے میں کرپشن کو رواج مل رہا ہے۔ اگرچہ صدر پرویز مشرف کے دور سے نظام ٹیکس میں جدت اور وسعت لائی گئی تاہم اصلاح کی ضرورت باقی ہے۔ بڑے سرمایہ کاروں کو ٹیکس نیٹ ورک میں لانا اور ٹیکسوں کی لازمی بنیادوں پر وصولی سرمایہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے۔ پاکستان کے نظام ٹیکس کے خرچ کرنے میں بھی کرپشن کا عنصر نمایاں ہے جس کی وجہ سے حق دار کو حق نہیں پہنچ رہا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ دیانت دار طبقہ کو تعینات کیا جائے تاکہ کرپشن کا خاتمہ ہو سکے۔

تجاویز

سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی روشنی میں پاکستان کے نظام ٹیکس کی اصلاح کے لیے مندرجہ ذیل نکات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

- ☆ ٹیکس عائد کرنے میں اصول عدل کو ملحوظ رکھا جائے۔ مدنی ریاست کے والی نے غیر مسلموں سے بھی ٹیکس کی وصولی میں اصول عدل کو مدنظر رکھا۔ اس لیے ضروری ہے کہ افراد معاشرہ کی آمدنیوں کے مطابق ٹیکس عائد کیے جائیں۔
- ☆ زکوۃ اسلامی ریاست کا ایک اہم ٹیکس ہے اس کا نفاذ حقیقی روح کے ساتھ کیا جانا ضروری ہے۔ اگر زکوۃ کا نفاذ ہی درست طریقے سے کر لیا جائے اور امراء زکوۃ دینے پر رضامند ہو جائیں تو اس سے غرباء کی کفالت کے لیے کافی رقم جمع ہو سکتی ہے اور عوام ناجائز ٹیکسوں کی بھرمار سے بھی آزاد ہو سکتی ہے۔
- ☆ زکوۃ عائد کرنے کے بعد حکومت کو نظام ٹیکس کا جائزہ لینے کے بعد غیر ضروری ٹیکسوں کو ختم کرنا چاہیے۔

☆ حکومت کو ٹیکس کی شرحوں میں اعتدال (Balance) کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

☆ عصر حاضر میں اگر حکومت اپنے نظام کو چلانے کے لیے ٹیکس لاگو کرنا چاہتی ہے تو اس کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا۔ سیلز ٹیکس کے لیے ایسی پالیسی وضع کی جانی چاہیے جس میں ٹیکس کا بوجھ صارفین کی طرف منتقل کرنے کی بجائے صنعت کار ہی کو اُٹھانا پڑے۔ بظاہر یہ بات بد دیانتی کی پھیلتی ہوئی شرح کے پیش نظر مشکل نظر آتی ہے۔ کیونکہ حکومت اگر سرمایہ کار کے سالانہ منافع پر بھی ٹیکس لاگو کرتی ہے تو سرمایہ کار اپنی اشیاء کی مارکیٹ قیمت میں اس کے تناسب سے اضافہ کر دے گا۔ اس طرح ممکن ہے کہ حکومت کے اس عمل سے مزید منافع سرمایہ کار کی جیب میں چلا جائے اس کے لیے حکومت کو قیمتوں پر بھی نظر رکھنی ہوگی تا کہ صارفین کو استحصال سے بچایا جا سکے۔

☆ عصر حاضر کے بجٹ میں اگرچہ کم آمدن والے کو انکم ٹیکس میں ریلیف دیا جا رہا ہے تاہم عوام سے سیلز ٹیکس لازمی بنیادوں پر وصول کیا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو سیلز ٹیکس میں ریلیف دیا جائے تا کہ اُن کی قوت خرید بہتر ہو سکے۔

☆ سرمایہ دار مختلف طریقوں سے کمپنیوں پر لاگو ٹیکس معاف کروا لیتے ہیں اور دوسری طرف سیلز ٹیکس کا بوجھ صارفین کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ بڑے سرمایہ داروں پر عائد ٹیکس براہ راست وصول کرنا چاہیے اور ان کو رعایت نہیں دینی چاہیے۔

☆ جو سرمایہ دار ٹیکس چوری کرتے ہیں ان کو تعزیری سزائیں دی جانی چاہئیں تا کہ ٹیکس چوری کو کم کیا جا سکے۔

☆ ٹیکس کی وصولی اور اخراجات میں بد دیانت افراد کی بجائے دیانتدار عملے کو تعینات کیا جائے تا کہ اس نظام میں بہتری آ سکے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، اُبو الفضل، جمال الدین، اُفریقی، لسان العرب، بیروت (لبنان): دار الفکر، ط۔ن، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۲ء، ۶/۲۲۰؛ الزبیدی، محمد مرتضیٰ، اُبو الفیض، محبّ الدین، تاج العروس من جواہر القاموس، بیروت (لبنان): دار الفکر، ط۔ن، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۶ء، ۸/۲۷۷

2. Taxation,The Encyclopedia Americana,New York: Americana Corporation,1949، 30/288

3. Taxation,The Encyclopedia Britannica,Cambridge:Cambridge University Press,Ed. 11th,1911, 26/458

4. Taxation: General,International Encyclopedia of the Social Science(Editor:Sills, David L.),USA:The MacMillan Company,1968,15/521

*نوے(۹۰) کی دہائی سے پاکستان میں آئی ایم ایف کے تعاون سے سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔اس پروگرام کے مقاصد میں ٹیرف میں معقول تبدیلیاں، آزادنہ درآمدات، شرح تبادلہ کا میکانزم، سیلز ٹیکس کے نظام میں وسعت، حکومتی اخراجات کو مربوط بنانا/شفاف بنانا، اعانوں میں کمی، مالی اصلاحات، پانی، گیس اور بجلی کے بلوں کی تشکیل نو وغیرہ شامل ہیں۔

5. Structural Adjustment and Poverty in Pakistan (Director: A.R Kamel), Islamabad: Pakistan Institute of Development, 2003, pp.12-13

*اس پیراگراف کے تجزیے میں مذکورہ رپورٹ صفحہ نمبر ۱۳ پر دیے جانے والے جدول سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

6. Government of Pakistan,Pakistan Economic Survey 1997-98,Islamabad:Ministry of Finance,p.xvi
7. WTO and Economic Reforms,Globalization:WTO,Trade and Economic Liberalization in Pakistan,(Edited by M.Aslam Chaudary & Eatzaz Ahmed),Lahore: Ferozsons LTD,Ed.1st,p.26
8. Pakistan Economic Survey 2004-05,pp.51-53;Ibid, 2007-08,pp.62-63 تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو
State Bank of Pakistan,Annual Report 2008-09,Statistical Supplement,p.32

۹۔ بجٹ تقریر ۲۰۱۲۔۲۰۱۳ء، ص ۸۔۹
http://www.finance.gov.pk/budget/budget_Speech_12_13_urdu_version.pdf retrieved 6-07- 2013

۱۰۔ ایضاً، ص ۳۸

۱۱۔ ایضاً، ۱۵

۱۲۔ جامع ترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاءفی الامام العادل، ۱۳۲۹

۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، باب من استرعی رعیۃ فلم ینصح، ۱۵۰۷

۱۴۔ الحج ۲۲:۴۱

۱۵۔ التوبۃ ۹:۶۰

۱۶۔ سنن ابن ماجہ، ابواب الزکوۃ، باب ما أدی زکاۃ لیس بکنز، ۱۷۸۹؛ جامع ترمذی، ابواب الزکاۃ، باب ماجاء أن فی المال حقا سوی الزکاۃ، ۶۶۰

۱۷۔ الانفال ۸:۶۰

*سرکاری خزانہ کے مندرجہ بالا ذرائع اگر ریاست کی تمام ضروریات پوری نہ کر سکیں یا ہنگامی حالات رونما ہوں مثلاً جنگ، قحط سالی، بے روزگاری وغیرہ تو اسلامی ریاست اہل ثروت پر ضرائب (ہنگامی ٹیکس) عائد کر سکتی ہے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں اس قدر حق فرض

کر دیا ہے جس قدر کہ ان کے فقراء کو کفایت کر سکے پس اگر فقراء بھوکے، ننگے اور خستہ حال ہیں تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اغنیاء اس فرض کی اداء میں مانع ہیں۔ (ابن حزم، علی بن أحمد بن سعید، ابو محمد (م ۴۵۶ھ)، المحلي، مصر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ط۔الأولی، ۱۳۵۰ھ، ۱۵۸/۶) ابن حزم نے فقراء کی اعانت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اگر بیت المال کا خزانہ اور مال فئے فقراء اور اہل ضرورت کی معاشی ضروریات کو پورا نہ کر سکیں تو خلیفہ اہل ثروت پر مزید ٹیکس عائد کر کے ان کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اور اگر اہل دولت اس میں مانع ہوں تو جبر سے وصول کر سکتا ہے۔ (ایضاً، ۱۵۶/۶)

۱۸۔ ابن ہشام، عبدالملک، ابو محمد، (م ۲۱۸ھ)، السیرۃ النّبویۃ، بیروت (لبنان): داراحیاء التراث العربی، ط۔الثالثۃ، ۲۰۰۰ء/۱۴۲۱ھ، ۴/ ۱۶۹؛ الطّبری، محمد بن جریر، أبوجعفر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الأمم والملوک المعروف تاریخ طبری، مطبعۃ الاستقامۃ، بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیۃ، ط۔الثانیۃ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ۱۸۱/۲

۱۹۔ السیرۃ النّبویۃ، ۱۷۱/۴

۲۰۔ جامع ترمذی، أبواب المناقب، باب [رجاؤہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم أن یکون وأبوبکر ممن یدعی من جمیع أبواب الجنۃ، ۳۶۷۵

21. Pakistan Economic Survey 2007-08,p.65 ;2012-13,p.51

۲۲۔ الذّٰریٰت ۵۱:۱۹

۲۳۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ،......، ۱۳۹۵، ص ۲۲۴-۲۲۵؛ وأخرجہ أیضا فی کتاب، کتاب الزکاۃ، باب لا توخذ کرائم أموال الناس فی الصدقۃ، ۱۴۵۸؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدعاء الی الشھادتین وشرائع الاسلام، ۱۲۱

۲۴۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب العشر فیما یسقی من ماء السّماء والماء الجاري، ۱۴۸۳؛ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب مایوجب العشر ومایوجب نصف العشر، ۲۴۹۰

۲۵۔ تاریخ الامم والملوک، ۱۴۰/۲

۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب لاتوخذ کرائم أموال النّاس في الصدقۃ، ۱۴۵۸

۲۷۔ سنن أبوداؤد، کتاب الخراج والفيء والامارۃ، باب فی أخذ الجزیۃ، ۳۰۳۸

۲۸۔ بجٹ تقریر ۲۰۱۲-۲۰۱۳ء، ص ۳۵

۲۹۔ روزنامہ جنگ لاہور، ۱۳ فروری ۲۰۱۳ء

۳۰۔ الاعراف ۷:۱۵۶

۳۱۔ الروم ۳۰:۳۹

۳۲۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، ۱۴۰۲

۳۳۔ ایضاً، ۱۴۰۳؛ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب مانع زکاۃ مالہ، ۲۴۸۳

۳۴۔ ایضاً، باب وجوب الزکاۃ، ۱۳۹۶

۳۵۔ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب أعطاء السیّد المال بغیر اختیار المصدوق، ۲۴۶۴

۳۶۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ۱۳۹۵؛ وأخرجہ أیضا فی کتاب، کتاب الزکاۃ، باب لاتوخذ کرائم أموال الناس فی الصدقۃ، ۱۴۵۸، ؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدعا الی الشھادتین وشرائع الاسلام، ۱۲۱؛ سنن أبوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، ۱۵۸۴

۳۷۔ صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ۱۴۰۰؛ سنن أبوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب وجوبھا، ۱۵۵۶؛ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب مانع الزکاۃ، ۲۴۴۵

۳۸۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم، ۶۶۳۶

۳۹۔ صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب العبدراع فی مال سیدہ ولایعمل الّا باذنہ، ۲۴۰۹، ص ۳۸۷؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الأمیر العادل، ۴۷۲۴؛ سنن أبوداؤد، کتاب الخراج والفيء والامارۃ، باب مایلزم الامام من حق الرعیۃ، ۲۹۲۸

۴۰۔ الاعراف ۷: ۳۱

۴۱۔ بنی اسرآءیل ۱۷: ۲۷

۴۲۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب قول اللّٰہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی أخرج لعبادہ،......[الاعراف: ۳۲]؛ سنن ابن ماجہ، ابواب اللباس، باب البس ماشئت، ما اخطاک سرف أومخیلۃ، ۳۶۰۵

۴۳۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، ۵۸۳۷؛ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال أنا الذھب والفضۃ، ۵۳۹۴

۴۴۔ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب من کرھہ، ۴۰۴۴؛ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال انا الذھب والفضۃ، ۵۳۸۸

۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، ۲۴۲۷

۴۶۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب ما أدی زکاۃ فلیس بکنز، ۱۴۰۸

۴۷۔ ایضاً، باب من أحبّ تعجیل الصّدقۃ من یومھا، ۱۴۳۰